السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

شریعت اسلامیہ میں شغار کسے کہتے ہیں کیا مہر کی موجودگی کے ساتھ ادلے بدلے پر بھی شغار کا نام صادق آتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شغار کے متعلق مختصر اعرض پیش خدمت ہے کہ ہمارے خیال بلکہ تحقیق کے مطابق شغار کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ تبادلہ بغیر مہر کے ہو۔ باقی اگر مہر دونوں طرف سے مقرر ہے تو پھر ایسے تبادلہ اور وٹہ سٹہ میں کچھ بھی قباحت وحرمت نہیں اور نہ ہی وہ ممنوع شغار کے باب میں سے ہے۔ اس کی دلیل ابوداود وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو شغار کی ممانعت میں ان الفاظ سے وارد ہوئی ہے :

((قلت لنافع ما الشغار قال ينكح ابنة الرجل وينكحه بنته بغير صداق وينكح أخت الرجل فينكحه أخته بغير صداق)) سنن أبي داود مع عون المعبود طبع ملتانی ج ۲ ص ۱۸۷.

شغار کی یہ تفسیر اگرچہ تابعی نافعؒ سے مروی ہے لیکن نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ کا تلمیذ رشید ہے اس نے یہ تفسیر ضرور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے معلوم کی ہوگی۔ اس تفسیر کی مؤید ایک مرفوع حدیث بھی ہے جو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

((لا شغار قالوا يا رسول الله وما الشغار قال نكاح المرأة بالمرأة لا صداق بينهما))

''یعنی (دین اسلام میں) شغار (ادلہ بدلہ، وٹہ سٹہ) نہیں انھوں نے کہا اے اللہ

کے رسول ﷺ شغار کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا شغار یہ ہے کہ ایک عورت کا نکاح دوسری عورت کے بدلے میں بغیر مہر کے کیا جائے۔''

اس روایت کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن ایسے مقام یا امور میں اس سے استیناس کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس جگہ شغار کی تفسیر کرنا مد نظر ہے اور یہ تفسیر صحیح سند سے نافع اور امام مالک رحمہا اللہ سے ثابت ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ نافع نے یہ تفسیر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے، لہذا یہ روایت اس کی تقویت کا باعث بنے گی اور محققین کسی ایک پہلو یا معنی کو متعین کرنے کے لیے ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اکثر علماء کے نزدیک اس کی تقویت کا باعث بنے گی اور محققین کسی ایک پہلو یا معنی کو متعین کرنے کے لیے ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اکثر علماء کے نزدیک بھی شغار کی یہی تفسیر معتبر ہے۔ باقی معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو در حقیقت ہماری ہی مؤید ہے اگرچہ اس کو مولوی حصاری صاحب وغیرہ نے اپنے مسلک کے اثبات میں پیش کیا ہے تاہم اس میں ان کی عدم توجہ اور عدم تدقیق کو دخل ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

((ان العباس بن عبدالله بن العباس أنكح عبدالرحمن بن الحكم ابنته 'وانكحه 'عبدالرحمن بنته 'وكانا جعلا صداقا فكتب معاوية إلى مروان يامره 'بالتفريق بينهما))(سنن ابی داود کتاب النکاح)

''یعنی عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمن بن الحکم سے اپنی بہن کا نکاح کرایا اور عبدالرحمن بن الحکم نے عباس بن عبداللہ کو اپنی بہن نکاح میں دی اور انھوں نے مہر مقرر کی تھی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو خط لکھا (اس خط میں یہ بھی تھا کہ) کہ انھوں نے مروان کو ان دونوں میں تفریق کا حکم دیا ہوا تھا۔''

دراصل ان حضرات کو ''وکانا جعلا صداقا'' کے الفاظ سے غلطی لگی ہے اوپر جو ہم نے ان الفاظ کا معنی لکھا ہے وہ ان ہی حضرات کا کیا ہوا معنی ہے ان الفاظ کا مذکورہ معنی قواعد کے خلاف ہے کیونکہ اس صورت میں ''جعل'' کا دوسرا مفعول ہے ہی نہیں حالانکہ جعل دو مفعولوں کو چاہتا ہے کما فی کتب النحو صحیح بات یہ ہے کہ اس جگہ اس کا دوسرا مفعول محذوف ہے۔ اس کی تقدیر اس طرح ہے ''کانا جعلا النکاح کل واحد منهما الآخر ابنته 'صداقا'' (کذا فی عون المعبود ج ۱۲ ص ۱۸۷) طبع ملتان یعنی ان دونوں نے ایک دوسرے کے نکاح ہی کو مہر ٹھہرایا ہے، اس معنی کی دلیل مسند ابی یعلی کی یہی روایت ہے جو معاویہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں : ''جعلاہ صداقا'' اب دیکھئے اس میں جعلا کا مفعول اول ''ہ'' موجود ہے اور یہ بالکل واضح ہے کہ یہ ضمیر انکاحمصدر کی طرف راجع ہے جو انکاحمیں ہے ''کما قالوا اعدلوا ہو (العدل) اقرب للتقوى'' بہر حال مقصد یہ تھا کہ انھوں نے ان کے اس تبادلہ ہی کو صداق بنایا، اس لیے معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے فرمان واجب الاذعان کے مطابق ان دونوں میں تفریق کا حکم صادر فرمایا نہ کہ اس لیے کہ وہ محض وٹہ سٹہ تھا۔ والاحادیث تفسیر بعضہ بعضا لہذا مسند ابی یعلی کی حدیث ابوداود والی حدیث کی تفسیر کر رہی ہے اور جعلا کے مفعول اول کی تعیین بھی کرتی ہے۔ مولانا حصاری وغیرہ کو جعلا کے مفعول اول سے صرف نظر کرنے کی وجہ سے غلطی لگی ہے باقی کچھ حضرات اس ادلے بدلے کو مفاسد کی وجہ سے ممنوع قرار دیتے ہیں اس کے متعلق گزارش ہے کہ یہ مفاسد محض جہالت اور بے علمی کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں ورنہ جو سمجھدار لوگ ہیں وہ ان کا شکار نہیں ہوتے اگر مفاسد ہی کو دلیل بنایا جائے تو ایسے مفاسد جہالت کی وجہ سے صرف ایک ہی نکاح میں بھی آ سکتے ہیں بلکہ

ایسے مفاسد مشاہدہ میں بھی آئے ہیں رشتے دار اپنی بچی کا ایک جگہ نکاح کر دیتے ہیں لیکن بعد میں کچھ اغراض کی خاطر اپنی بچی روک دیتے ہیں یا فضول اور غیر شرعی شرائط لگا دیتے ہیں یہ باتیں قبول کرو ورنہ ہم اپنی بچی واپس نہیں کریں گے تو پھر ایسے جہال کو کیا کیا کریں ؟

درحقیقت وٹہ سٹہ نہ مفاسد کا سرچشم ہے نہ ہی اس میں کوئی خرابی ہے مگریہ خرابیاں محض جہالت کی وجہ سے پیش آتی ہیں یہ تووٹہ سٹہ نہ ہونے کی صورت میں بھی ممکن ہیں بلکہ واقع ہوچکی ہیں بہرحال میری تحقیق یہ ہے کہ شغار ممنوع وہ ہے جوبلاصداق ہواوریہ ہی شغارکی صحیح تفسیر ہے۔ سردست اسی پر اکتفاکی جاتی ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر440

محدث فتویٰ